

اس مختصر سے تبرئے میں صوفی تفسیر کے متعلق کچھ کہنے کی کنجائش نہیں البتہ تصوف کو شریعت کا عملی پہلو سمجھتے ہوئے اہل اسلام محققین کے شایان شان نہیں کہ شریعت کے اس عملی و وجہ انی توضیحی علم کی تشریع میں غیر مسلم محققین کے مقالات سے استشهاد کیا جائے اور ان کے بیانات پر اعتماد کیا جائے۔

ڈاکٹر خالد کے انگریزی مقالے کا اردو ترجمہ اوقاف کے علماء کے لئے ضروری و لچکپ ہوتا، اگرچہ اس مضمون کے بہت سے نتھے ایسے ہیں جن میں اہل علم کو اختلاف ہو سکتا ہے مگر علمی نقد و نظر کے لحاظ سے اس کا موضوع نہایت نکرانیگز اور نصیحت آئیز ہے۔

اس دینی علمی اور ادبی مجلے کی اشاعت پر محکمہ اوقاف بجابر کو صدیقہ تبریک پیش کرتے ہوئے یہ گذارش ضروری ہے کہ اس مجلہ نیز دوسرے علمی اور دینی رسائل کی زیادہ سے زیادہ اہل علم حضرات میں ترویج کی کوشش بھی محکمہ اوقاف کے واجبی فرائض میں داخل ہے۔ دعا علینا الا البالغ۔

کتابیہ ہمارا قدم نظام تعلیم اور ترقاضے

الاطاف جاوید
محکمہ اوقاف مغربی پاکستان۔ لاہور

یہ کتاب پہنچ خوب صورت ٹانپ میں ۴۳۲ صفحات پر مشتمل ہے، محکمہ اوقاف مغربی پاکستان لاہور نے اس رسائے کو شائع کیا ہے۔ البتہ اس کی افادت کے متعلق لوگوں کو ضرور تامل ہو گا کیونکہ اولاد یہ سالم نفاذ معلم کے موقن کو صحیح اور کامل طور پر نہیں پیش کرتا۔ ثانیاً اس میں جدید تھاوسوں کے ماتحت کوئی نصاب نہیں پیش کیا گیا ہے۔ اہل علم حضرات کا متفقة خیال ہے کہ پاکستان میں نصائح تعلیم کی یگانگت ضروری ہے۔ خود محکمہ اوقاف لاکھوں روپے نصاب کیلئی برائے مدارس عربیہ پر صرف کرچکا ہے۔ مدارس قدیم، جو بیشتر صدقات و خیرات کے رہیں منت ہیں، رہے ایک طرف خود آج یونیورسٹیوں کی تعلیم تضییع اوقات کے مراد ہو رہی ہے۔ علاوہ دیگر بے اعتدالیوں کے ان کی تعلیم کا معيار بڑی حد تک پست ہے، اور بعض شعبوں کے مقررہ نصاب ارباب بصیرت کے لئے ضرور قابل توجہ ہیں۔

ملک کی دیگر دانش گاہوں کا ذکر ہی کیا، خود محکمہ اوقاف کی سرپرستی میں جامعہ اسلامیہ اور اس

کانصاپ تعلیم کسی طرح قابلِ اطمینان نہیں۔ حکومت کی منظوری یا سرپرستی سے کسی نصاپ کی افادت میں چار چاند نہیں لگ سکتے۔ ہذورت اس بات کی ہے کہ تعلیمی نصاپ کی اصلاح کے ساتھ تعلیمی معیار کو بلند کیا جائے۔ طلباء میں مطالعہ کی عادت اور مطالعہ کے شوق کو بڑھایا جائے۔ بعض شعبوں میں بیادی زبان تک ضروری اور لازمی نہیں سمجھی جاتی اور ان کے محصلیں کا علم صرف تراجم تک محدود رہ جاتا ہے اور وہ تحقیق و ترقی سے عاری رہ جاتے ہیں۔

درس نظامی کا وجد ملانظام الدین سے پہلے ہی تھا اور اس کا مقصد یہ تھا کہ متداول علوم میں صلاحیت پیدا کی جائے اور تاریخ شاہد ہے کہ مدارس ہی کے محصلیں اپنی اپنی صلاحیتوں کی بدولت قاضی القضاۃ، وزیر باتبدیل، شیخ الاسلام، نیز سپہ سالار و سرنشیز کے عہدوں پر فائز ہوتے تھے۔ انگریزی عہدوں میں سرزمین ہندو پاک کے تعلیمی نظام میں ابتری پیدا ہو گئی، ثقافتی تبدیلیاں رونما ہوئیں اور زبان کی بولموشی کے ساتھ علوم کا تنوع اسلامی علوم عقلیہ پر اس طرح حادی ہو گیا کہ لوگوں کو آخراً ذکر علوم کی افادیت موبہوم معلوم ہونے لگی۔

ملک کی تعقیم کے بعد مسلمان قائدین کافر یا پسر تھا کہ سرزمین پاک میں علم اسلام بلند کرنے کے ساتھ اپنی انگریزی روایات سے تجاوز کر کے اسلامی ثقافت کی شیرازہ بندی کرتے اور اس طرح علمی و ثقافتی وحدت کو جدید تقاضوں کی روشنی میں فروغ دیتے۔

الحمد للہ حکومت کو اس کمی کا احساس ہو چکا ہے البتہ ملک میں عملی اقدام کا اب تک نہیں ہے اور یہ کام اہل دانش کا ہے اور علم و دانش سے تعلق رکھنے والے اداروں کا۔ اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا کرے کہ قوم کا سرمایہ بیجا صرف کرنے سے بچپیں اور منفی کاموں کی طرف زیادہ سے زیادہ متوجہ ہوں۔

(محمد صغیر حسن معصومی)

